سوال

(557) یتیم بچی کی کفالت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عابد کی شادی پروین اختر سے ہوئی پروین اختر سے عابد کی ایک لڑکی پیدا ہوئی بعد میں عابد فوت ہوگیا پروین اختر کے والدین کچھ عرصہ بعد اپنی بچی پروین اختر کو مع بچی کے لے جاتے ہیں کچھ عرصہ والدین پروین اختر کو گھر بٹھائے رکھتے ہیں بعد میں اس کی شادی کسی دوسری جگہ کر دیتے ہیں اب بچی کے دادا (عابد کے والد) نے اپنی پوتی کو اس کے ننھیال سے لینے کا مطالبہ کیا ہے تاکہ اس کی کفالت کریں کیا وہ اس کے حقدار ہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاشبہ حضانت (پرورش) میں سب سے زیادہ حقدار والدہ ہے اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

«الخالة بمنزلة الام» صحيح البخاري كتاب المغازي باب عمرة القضاء (٤٢٥١) الترمذي (١٩٠٤) احمد رقم ح (770-931-شاکر) ابوداوٗد (2280)

یعنی "خالہ بمنزلہ ماں ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ والدہ کو بچے کی پرورش میں اہمیت حاصل ہے صاحب "تیسیر العلام" مذکورہ حدیث سے موخوذ و مستنبط مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

«ان الام مقدمة فی الحضانة علی کل احد فانه لم یعطها الخالة فی ہذه القصة الا انها بمنزلة الام بکمال شفقتها وبرها» (٢/٣-٥-٣-٦)

یعنی "ماں حضانت میں ہر ایک پر مقدم ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر کی بیوی کی کفالت میں بنت حمزہ کو صرف اس بناء پر دیا تھا کہ خالہ قائم مقام ماں کے ہے نیز اس لیے کہ خالہ میں احسان وسلوک اور شفقت ومحبت حد درجہ ہوتی ہے۔

مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کی شادی کے باوجود کفالت کا حق ساقط نہیں ہوتا کیونکہ مذکورہ عورت جس کی کفالت میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کو دیا گیا تھا وہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھی حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔

«ابنة عمی وخالتها تحتی» صحيح البخاري كتاب المغازي باب عمرة القضاء (٤٢٥١) الترمذي (١٩٠٤) احمد رقم ح (770-931-شاکر) ابوداوٗد (2280)

یعنی "یہ بچی میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے "لیکن دوسری ایک روایت جو مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں یہ ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ اس کا سابقہ خاوند جس نے اس کو طلاق دی تھی اس سے بچہ چھیننا چاہتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«انت احق بہ مالم تنکحی» صححہ احمد شاکر ٥ وحسنہ الالبانی صحیح ابی داؤد کتاب الطلاق باب من احق بالولد (٢٢٧٦) احمد ٢/١٨٢ (6707) شاکر

یعنی "جب تک تو نکاح نہ کرے تو اس کی زیادہ حقدار ہے ۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے دوسری جگہ شادی کرنے سے حق حضانت ختم ہو جاتا ہے جس طرح بعض کا استدلال قصہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی ہے کہ جب ان کی شادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تھی تو ان کی اولاد ان کے زیر کفالت تھی ۔

بعض اہل علم نے ان مختلف روایات کو اس طرح جمع کیا ہے کہ مزوجہ کا خاوند اگر رضا مندی کا اظہار کرے تو حق حضانت ختم نہیں ہو گا ۔ بصورت دیگر ختم ہے کیونکہ حق حضانت ختم ہونے کی بنیادی وجہ خاوند کے حقوق و فرائض کی ادائیگی میں کمی کا احتمال ہے ۔

لہذا صورت مرقومہ میں پروین اختر کا (دوسرا خاوند) بچی کی کفالت پر راضی ہے تو یہ بچی والدہ کی کفالت میں رہے گی بصورت دیگر دادا کو واپس کر دی جائے ۔ ہذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ۔ نیل الاوطار جزء 6ص 348۔352)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص835

محدث فتویٰ